

## نبوت، امامت کی زبان سے

مؤلف: رضا حق پناہ

مترجم: شبیہ عباس خان

بلاشبہ تاریخ کی بزرگ اور موثر شخصیات کے بارے میں شناخت حاصل کرنا بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ اسی طرح اس میں بھی کوئی تردید نہیں ہے کہ تاریخ بشریت کی موثر ترین شخصیت خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ کی ذات اقدس ہے، لیکن یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کون ہے جس کو اس مقدس وجود کی مکن معرفت حاصل ہے؟ ہم کو اس بات کا اقرار کرنا ہو گا کہ ہر زاویہ اور پہلو سے پیغمبر اکرمؐ کی شناخت حاصل کر پانا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے، کیونکہ پیغمبر اکرمؐ کا وجود قرآن کے مانند ہے اور آپ کی شناخت قرآن کی شناخت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

قرآن وحی مکتوب ہے اور پیغمبر اکرمؐ وحی مجسم۔ جس طرح بہت سے لوگ قرآن کی معرفت حاصل کرنے سے معدود ہوتے ہیں اسی طرح ان کو پیغمبر اکرمؐ کی صحیح معرفت بھی حاصل نہیں ہو پاتی، نیز جس طرح قرآن کریم کے اپنے درجات ہیں اور ہر شخص اپنی ہمت اور وسعت کے حساب سے اس سے فیض یاب ہو پاتا ہے، اسی طرح پیغمبر اکرمؐ کی شخصیت کی معرفت حاصل کرنے کے بھی درجات ہیں اور ہر انسان اپنے قرب اور معرفت کی بنیاد پر آپ کی جامع الاطراف شخصیت کے ایک یا چند پہلوؤں کی شناخت حاصل کر سکتا ہے۔ رہبر معظم انقلاب اسلامی (حفظ اللہ تعالیٰ) پیغمبر اکرمؐ کی شناخت حاصل کرنے اور اپنے لئے نمونہ بنانے کی ضرورت کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

”آج امت مسلمہ اور ہماری قوم کو ہمیشہ سے زیادہ اپنے پیغمبر اعظمؐ کی ضرورت ہے، آپ کی ہدایت کی، آپ کی بشارت اور انذار کی، آپ کے معنوی پیغامات کی وغیرہ۔ آج پیغمبر اسلامؐ کا اپنی امت اور عالم بشریت کے لئے جو درس ہے وہ عالم بننے کا ہے، وہ قوی ہونے کا

ہے، باخلاق اور باکرامت بننے کا ہے، جہاد، عزت اور پائیداری کا ہے۔<sup>۱</sup>

ایسے میں وہ شخص جس کو پیغمبر اکرمؐ کے چہرہ انور کی بہترین شناخت اور معرفت حاصل ہے، وہ آپ کے شاگرد مولا علیؐ ہیں جن کو ہر زاویہ سے آپ کی عمیق معرفت حاصل ہے، کیونکہ مولا علیؐ کو پوری طرح سے قرآن کی بھی معرفت حاصل ہے اور پیغمبر اکرمؐ کی ذات کو بھی سخنی درک کیا ہے۔ روایت میں ہے کہ خدا اور علیؐ کے سو اپنیگر کو کسی نے نہیں پہچانا ہے، الہا اب ہم کو مولائے کائنات کے کلمات کی طرف رجوع کرنا ہو گا تاکہ ہم کو مختلف زاویوں سے پیغمبر اسلامؐ کی معرفت و شناخت حاصل ہو سکے، کیونکہ اہل بیت اوری بمانی البتہ۔

### پیغمبر اکرمؐ تمام خلوقات کے سردار:

امام علیؐ اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَسَيِّدُ عِبَادِهِ، كُلَّمَا نَسَخَ اللَّهُ الْخُلُقَ، فِرَقَتِينِ

جَعَلَهُ فِي خَيْرٍ هُمَا۔ لَمْ يُسْتِهِنْ فِيهِ عَاهِرٌ وَلَا ضَرِبَ فِيهِ فَاجِرٌ۔ ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول اور بندوں کے سید و سردار ہیں۔ شروع سے انسانی نسل میں جہاں جہاں سے شاخیں الگ ہوئیں ہر منزل میں وہ شاخ جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرار دیا تھا وہ دوسری شاخوں سے بہتر تھی، آپ کے نسب میں کسی بدکار کا سماجھا اور کسی فاسق کی شرکت نہیں ہے۔

### پیغمبر اکرمؐ مطہر نسل سے:

رسول اکرمؐ خود انبیاء کے سردار ہیں اور تاریخ و روایات کے مطابق آپ کے آبا اجداد ہمیشہ سے موحد و یکتا پرست تھے اور کبھی بھی اپنے افکار کو شرک میں بنتا نہیں کیا۔ بعثت سے قبل آپ کے اجداد شرک آلوہ ماحول میں بھی دین حنیف کے پیر و اور حضرت ابراہیمؐ کے تابع تھے۔ امام علیؐ اس بارے میں فرماتے ہیں:

۱۔ پیام نوروزی، ۱۳۸۵

۲۔ شیخ البلاعہ، خطبہ ۲۱۲

۳۔ شیخ مفید، محمد بن نعمن، تصحیح اعتمادات الامامیہ، ص ۷۱؛ حویزی، عبد علی بن جعہ، تفسیر نور الشقین (ج ۱)، ص ۲۹

۴۔ شہرستانی، محمد بن عبدالکریم، الملل والخلل (ج ۲)، ص ۲۵۰

الْخُتَارَهُ مِنْ شَجَرَةِ الْأَنْبِيَاءِ وَمِشْكَاهُ الْضَّيَاءِ وَذُؤَابَةُ الْعُلَيَاءِ وَسُرَّةُ الْبَطْحَاءِ  
وَمَصَابِيحُ الظُّلْمَةِ وَيَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ۔ ترجمہ: خدا نے پیغمبر کا انتخاب انبیاء کرام کے شجرہ،  
روشنیوں کے فانوس، بلندی کی پیشائی، ارض بُلْجَہ کی ناف زمین، ظلمت کے چراغوں اور  
حکمت کے سرچشموں کے درمیان سے کیا ہے۔<sup>۱</sup>

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

حَتَّىٰ بَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلَهُ وَسَلَّمَ، شَهِيدًا وَبَشِيرًا وَنَذِيرًا ، خَيْرَ  
الْبَرِّيَّةِ طِفَلًا، وَأَنْجَبَهَا كَهْلًا، وَأَطْهَرَ الْمُطَهَّرِينَ شَيْمَةً، وَأَجْوَدَ الْمُسْتَمْطَرِينَ دِيمَةً۔  
ترجمہ: آخر اللہ نے محمد کو بھیجا در آن حالی کہ وہ گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے  
اور ڈرانے والے تھے۔ جو بچپن میں بھی بہترین خلائق اور سن رسیدہ ہونے پر بھی اشرف  
کائنات تھے اور پاک لوگوں میں خصلت کے اعتبار سے پاکیزہ تر اور جود و سخا میں ابر صفت  
بر سنے والوں میں سب سے زیادہ لگاتار بر سنے والے تھے۔<sup>۲</sup>

### پیغمبر اکرمؐ بعثت سے قبل

بعثت سے قبل کے عرب معاشرہ کے بارے میں تحقیق بہت اہم ہے جس سے ہم کو یہ پتہ چلتا ہے کہ  
پیغمبر اکرمؐ نے کن مشکلات کا سامنا کر کے لوگوں کی زندگی میں تبدیلی پیدا کی۔ یہ طریقہ پیغمبرؐ کے اہداف کو  
درک کرنے میں معاون ہو گا اور حقیقت کے متلاشی کے لئے دین اور دیگر مسائل جیسے ترقی، آزادی، سکون،  
تحفظ اور علم کے درمیان رابطے کو واضح کرے گا۔ بنیادی طور پر کسی بھی تحریک اور اس کے اہداف کی شاخت،  
اس تحریک کے اسباب و وجوہات کو پہچانے بغیر اگر نہ ممکن نہ بھی ہو تو بہت مشکل ہے۔ دین اسلام کی  
خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے تمام تاریخی پس منظر بہت اچھی طرح سے اور پوری  
وقت نظر کے ساتھ تاریخ میں ثبت ہیں۔<sup>۳</sup> بعثت سے قبل کے معاشرے کو پہچاننے کے لئے قرآن کریم کے بعد

۱۔ نجیب البلاغہ، خطبہ ۱۰۲

۲۔ ایضاً، خطبہ ۱۰۳

۳۔ دانشنامہ امام علی (جلد ۳)، ص ۵۱

دوسرے سب سے معتبر ذریعہ حضرت علیؓ کے اقوال ہیں جونہ صرف دینی اعتبار سے بلکہ تاریخی رو سے بھی بہت قیمتی ہیں۔ حضرت علیؓ نے بہت خوبصورتی کے ساتھ بعثت کے وقت کے سماجی اور تہذیبی ماحول کو نیچے البلاغہ میں بیان کیا ہے۔ آپ دور جاہلیت کی مصیبیت بھری مادی اور معنوی زندگی کے بارے میں اس طرح فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ يَعْرُفُ كِتَابًا وَلَا يَدْعُ عِيْنَبَوَةَ فَسَاقَ النَّاسَ  
حَتَّى بَوَأْهُمْ مَحَلَّتَهُمْ وَبَلَّغَهُمْ مَنْجَاتَهُمْ فَاسْتَقَامُتْ فَنَاثَهُمْ وَاطْمَأَنَتْ صَفَاتُهُمْ۔ تَرْجِمَهُ:  
اللَّهُ نَعَمْ حَدَّثَنَا حَمْدُ كُوَسْ وَقَتْ مَبْعُوثُ كِيَاجِبْ عَرَبُوْنَ مِنْ نَهْ كُوَيْنَ آسَمَانِي كِتَابَ پُرْ هَنَاجَانَتَا  
تَهَاوَرَنَهْ كُوَيْنَ نَوْتَ كَادْ عَوِيدَارْ تَهَلَّ۔ آپ نے لوگوں کو کرامت انسانی کے مقام تک پہنچایا اور  
انہیں منزل نجات سے آشنا کیا۔ یہاں تک کہ ان کی بھی درست ہو گئی اور ان کے حالات  
استوار ہو گئے۔<sup>۱</sup>

حضرت علیؓ کے مطابق خدا نے پیغمبر اکرمؐ کو اس دور میں مبیوث کیا جب رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا اور امتنیں خواب غفلت میں تھیں<sup>۲</sup>:

أَرْسَلَهُ وَأَعْلَامُ الْهُدَى دَارِسَةُ وَمَنَاهِجُ الدِّينِ طَامِسَةُ، فَصَدَعَ بِالْحَقِّ وَنَصَحَ  
لِلْخَلْقِ، وَهَدَى إِلَى الرُّشْدِ وَأَمَرَ بِالْقَصْدِ۔ تَرْجِمَهُ: خدا نے انہیں اس وقت بھیجا جب  
ہدایت کے نشانات مت چکے تھے اور دین کے راستے بے نشان ہو چکے تھے۔ انسوں نے حق  
کو آشکار کیا اور لوگوں کو نصیحت کی، ہدایت کی جانب رہنمائی فرمائی اور درمیانی راستہ پر  
چلنے کا حکم دیا۔<sup>۳</sup>

حضرت علیؓ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

بَعَثَهُ حِينَ لَا عَلَمَ قَائِمٌ وَلَا مَنَازِرَ سَاطِعٌ وَلَا مَهْجَجٌ وَاضِعٌ۔ تَرْجِمَهُ: پروردگار نے اپنے  
رسول کو اس وقت مبیوث کیا جب نہ کوئی نشان ہدایت قائم رہ گیا تھا، نہ کوئی منارہ دین

۱۔ نیچے البلاغہ، خطبہ ۳۳

۲۔ ایضاً، خطبہ ۸۹، ۹۲، ۱۳۳، ۱۵۱، ۱۵۸، ۱۹۶، ۱۹۷

۳۔ ایضاً، خطبہ ۱۹۳

روشن تھا اور نہ کوئی راستہ واضح تھا۔

اسی طرح ارشاد ہوتا ہے: خدا نے آپ کو اس وقت بھیجا جب دین کی منحکم رسی کے بل کھل چکے تھے۔<sup>۱</sup>

حضرت علیؑ بعثت کے حالات اس طرح بیان فرماتے ہیں:

أَهْلُ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ مُّتَفَرِّقُهُ، وَأَهْوَاءُ مُتَشَّرِّهُ وَطَرَائِقُ مُتَشَّتِّتَهُ، بَيْنَ مُشَبِّهٍ  
لِلَّهِ بِخَلْقِهِ أَوْ مُلْحِدٍ فِي اسْمِهِ، أَوْ مُشَبِّهٍ إِلَى غَيْرِهِ، فَهَدَاهُمْ بِهِ مِنَ الصَّلَاةِ  
وَأَنْقَدَهُمْ بِمُمْكَانِهِ مِنَ الْحَحَّةَ۔ ترجمہ: اس وقت زمین پر بینے والوں کے مسلک جدا  
 جدا، خواہیں متفرق و پر گندہ اور راہیں الگ الگ تھیں۔ یوں کہ کچھ اللہ کو مخلوق سے  
تشییہ دیتے، کچھ اس کے ناموں کو بگاڑ دیتے۔ کچھ اسے چھوڑ کر اور وہ کی طرف اشارہ  
کرتے تھے۔ خداوند عالم نے آپ کی وجہ سے انہیں گمراہی سے ہدایت کی راہ پر لگایا اور  
آپ کے وجود سے انہیں جہالت سے چھڑایا۔<sup>۲</sup>

دوسرے مقام پر حضرت علیؑ نے بعثت کے وقت کے معاشرے کی اعتقادی اور سماجی آشناقی کو اس

طرح بیان فرمایا ہے:

وَالنَّاسُ فِي فِتْنَةٍ اِنْجَدَمْ فِيهَا حَبْلُ الدِّينِ وَتَرَعَّزَعَتْ سَوَارِي الْيَقِينِ وَانْخَلَفَ  
الشَّجَرُ وَتَشَتَّتَ الْأَمْرُ، وَضَاقَ الْمُخْرُجُ وَعَمِيَ الْمَصْدُرُ، فَالْهَدَى خَامِلٌ وَالْعَمَى شَامِلٌ،  
عُصِيَ الرَّحْمَنُ وَنُصِرَ الشَّيْطَانُ وَخُذِلَ الْإِيمَانُ، فَانْهَارَتْ دَعَائِمُهُ وَتَنَكَّرَتْ مَعَالِمُهُ،  
وَدَرَسَتْ سُيُّلُهُ وَعَفَتْ شُرُّكُهُ، أَطَاعُوا الشَّيْطَانَ فَسَلَّكُوا مَسَالِكَهُ وَوَرَدُوا مَنَاهِلَهُ بِهِمْ  
سَارَتْ أَعْلَامُهُ وَقَامَ لِرَأْوِهِ فِي فِتْنَةِ دَاسِتُهُمْ بِأَخْفَافِهَا وَوَطِئُهُمْ بِأَظْلَافِهَا وَقَامَتْ عَلَى  
سَنَائِكِهَا فَهُمْ فِيهَا تَائِهُونَ حَائِرُونَ جَاهِلُونَ مَغْتُوُونَ، فِي خَيْرٍ دَارٍ وَشَرٍّ جِيرَانٍ،  
نَوْمُهُمْ سُهُودٌ وَكُحْلُهُمْ دُمُوعٌ، بِأَرْضِ عَالِمَهَا مُلْحَمٌ وَجَاهِلُهَا مُكْرِمٌ۔ ترجمہ: خدا نے

۱۔ نجح البلاغہ، خطبہ ۱۹۲

۲۔ ایضاً، خطبہ ۱۵۸

۳۔ ایضاً، خطبہ ۱

پیغمبر اسلام کو اس وقت مبعوث کیا جب لوگ ایسے فتنوں میں بستلا تھے جہاں دین کے بندھن شکستہ، یقین کے ستون مترزاں، اصول مختلف اور حالات پر آگندہ تھے۔ نکنے کی راہیں نگ و تاریک تھیں۔ ہدایت گنام اور ضلالت ہمہ گیر تھی۔ (کھلے خزانوں) اللہ کی مخالفت ہو رہی تھی اور شیطان کی مدد کی جا رہی تھی۔ ایمان بے سہار اتحا۔ چنانچہ اس کے ستون گر گئے۔ اس کے نشان تک پہچانے میں نہ آتے تھے۔ اس کے راستے مت گئے تھے اور شاہر اہیں اجڑ گئیں۔ وہ شیطان کے پیچے لگ کر اس کی راہوں پر چلنے لگے اور اس کے گھاٹ پر اتر پڑے۔ انہی کی وجہ سے اس کے پھریے ہر طرف لہانے لگے تھے۔ ایسے فتنے جو انہیں اپنے سموں سے روندتے اور اپنے کھروں سے کچلتے تھے اور اپنے بیجوں کے بل مضبوطی سے کھڑے ہوئے تھے۔ تو وہ لوگ ان میں حیران و سرگردان، جاہل و فریب خور دہ تھے۔ ایک ایسے گھر میں جو خود اچھا مگر اس کے بیسے والے برے تھے۔ جہاں نیند کے بجائے بیداری اور سرمنہ کی جگہ آنسو تھے۔ اس سر زمین پر عالم کے منہ پر لگام تھی اور جاہل معزز و سر فراز تھا۔

یہ معاشرہ اعتقادی اعتبار سے شرک و بت پرستی، خرافات اور تحریفات سے بھرا ہوا تھا، یہودیت اور مسیحیت را کچھ تھی اور بہت ہی کم افراد آئین حنف (ابراہیمی) پر باقی تھے۔ سماجی اعتبار سے ہر طرف پستی اور غلامات چکل رہی تھی۔ وہ لوگ ایک دوسرے کا خون بہادینے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو نہ مالی اعتبار سے نہ ہی فکری اعتبار سے سکون میسر تھا، اور مسلسل جنگ کی آگ ان کے درمیان شعلہ و رہتی تھی۔ تہذیبی اعتبار سے وہ پوری طرح سے خلمت میں ڈوبے ہوئے تھے اور حال یہ تھا کی ۷۰ لوگوں کے سوا کسی کو پڑھنا اور لکھنا نہیں آتا تھا، یہاں تک کہ عالموں کو بھی ذلیل اور خوار تصور کرتے تھے، اور اڑکیوں

---

- ۱۔ نبی البلاغہ، خطبہ ۲
- ۲۔ دانشنامہ امام علی (جلد ۲)، ص ۵۵ و ۵۳
- ۳۔ نبی البلاغہ، خطبہ ۲۶
- ۴۔ ایضاً، خطبہ ۱۹۲ و ۲
- ۵۔ ایضاً، خطبہ ۸۹
- ۶۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد، مقدمہ، ص ۲۱۷
- ۷۔ نبی البلاغہ، خطبہ ۱۵۱

کو زندہ در گور کرنے کو فخر سمجھتے تھے لیکن بعثت کے بعد اسی معاشرے میں تبدیلی پیدا ہوئی جس کے سلسلے میں گفتگو ہو گی۔

### پیغمبر اکرمؐ کی خصوصیات

بہت سے لوگوں نے انبیاء اور دیگر افراد کے ما بین پائی جانے والی ظاہری شبہت کو معنوی شبہت کا ہم معنی سمجھا اور اس کو دلیل بناتے ہوئے دوسری دنیا کے ساتھ انبیاء کے ارتباط کو ناممکن قرار دیا لیکن انبیاء نے اپنے بشر ہونے پر تائید کرنے کے ساتھ ساتھ مقام نبوت کو خدا کا فضل اور اس کی نظر عنایت بتایا ہے:

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنَّمَا تَنْهَىٰ إِلَّا بَشَرٌ قُنْدُكٌ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمْنُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ  
مِنْ عِبَادِهِ وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَّاتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ  
فَلِيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ۔ ترجمہ: ان سے رسولوں نے کہا کہ یقیناً ہم تمہارے ہی جیسے بشر ہیں لیکن خدا جس بندے پر چاہتا ہے مخصوص احسان بھی کرتا ہے اور ہمارے اختیار میں یہ بھی نہیں ہے کہ ہم بلاذن خدا کوئی دلیل یا مجہد لے آئیں اور صاحبان ایمان تو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

دوسری جانب بہت سے افراد کی کوشش یہ ہے کہ مقام رسالت کو عام انسانوں کے مرتبہ کے برابر بتا کر انبیاء کی عصمت کے منکر ہو جائیں۔ انبیاء اہی اور خاص کر رسول خدا مخصوص خصوصیات اور امتیازات کے مالک ہیں جن کی شناخت کے ذریعہ ہم پیغمبر اکرمؐ کی شخصیت کو بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہیں۔

### خاتم الانبیاء

پیغمبر اکرمؐ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کی خاتمیت پر بھی ایمان لایں اور یہی دین اسلام کے ابدی ہونے اور اس کے کمال کی نشانی ہے:

مَّا كَانَ: مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

وَكَاتَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيًّا ۔ ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلہ انبیاء کے خاتم ہیں اور اللہ ہر شے کا خوب جانے والا ہے۔<sup>۱</sup>

اس خاتمتی کی دلیل قرآن کریم کا نزول ہے، کیونکہ قرآن ایک ایسا مجذہ ہے جو کبھی انتہا پذیر نہیں ہوگا، جس کے عجائب ختم ہونے والے نہیں ہیں اور جو مسلسل پڑھنے اور سنتے کے بعد کبھی پر انا نہیں ہوتا۔ یہ ایسا سمندر ہے جس سے پانی لینے والے کبھی اس کو سکھا نہیں سکتے اور ایسا چشمہ ہے جس سے پانی نکالنے والے کبھی اس کو ختم نہیں کر سکتے، لہذا خاتمتی کا راز دین اسلام کے مضمون و محتوا میں مضمون ہے نہ کہ عقل بشر کے کمال اور رشد میں۔ اگرچہ انسانوں کی علمی اور سماجی ترقی ان کو دین الہی کو قبول کرنے اور تحفظ دین کے لئے آمادہ کرتی ہے لیکن یہ موضوع خاتمتی کی بنیادی یا محوری وجہ نہیں بن سکتا<sup>۲</sup> کیونکہ اس صورت میں وحی سے بے نیازی اور دین کو ہٹانے اور وحی کی بجائے عقل کے استعمال کی باتیں ہونے لگیں گی۔

حضرت علیؑ، خاتمتی کو رسول اکرمؐ کے خاص امتیازات میں شمار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

خَسَّمَ بِهِ الرَّوْحَى، ترجمہ: آپ کے ذریعہ رسولوں کے سلسلہ کو تمام کیا۔<sup>۳</sup>

دوسرے مقام پر آپ ارشاد فرماتے ہیں:

بِأَيِّبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدِ افْقَطَعْ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ يُفَقَطِعْ بِمَوْتِ غَيْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْأَنْبَاءِ وَأَجْبَارِ السَّمَاءِ ۔ ترجمہ: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کے رحلت فرماجانے سے نبوت، خدائی احکام اور آسمانی خبروں کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو کسی اور (نبی) کے انتقال سے قطع نہیں ہوا تھا۔<sup>۴</sup>

۱۔ سورہ احزاب، آیت ۲۰

۲۔ نجح البلاغ، خطبہ ۱۹۸

۳۔ دانشناامہ امام علی (ج ۳)، ص ۷۳

۴۔ نجح البلاغ، خطبہ ۱۳۳

۵۔ ایضاً، خطبہ ۲۳۲

اسی طرح حضرت ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

اجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيَ بَرَّ كَاتِبَكَ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحَ لِمَا انْغَافَ وَالْمُعْلَنَ الْحَقَّ بِالْحَقِّ۔ ترجمہ: اے خدا! اپنی پاکیزہ رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں قرار دے اپنے عبد اور رسول، محمدؐ کے لئے جو پہلی نبوتوں کے ختم کرنے والے اور بندلوں کے کھولنے والے اور حق کے زور سے اعلان حق کرنے والے ہیں۔

اسی طرح آپ ارشاد فرماتے ہیں:

أَمِينُ وَحْيِهِ وَخَاتَمُ رُسُلِهِ وَبَشِيرُ رَحْمَتِهِ وَنَذِيرُ نِقْمَتِهِ۔ ترجمہ: وہ اللہ کی وحی کے امانتدار، اس کے رسولوں کی آخری فرد، اس کی رحمت کا مژده سنانے والے اور اسے عذاب سے ڈرانے والے تھے۔

پیغمبر اکرمؐ کو مکمل اور جامع وحی موصول ہوئی جس کو آپؐ نے عالم بشریت تک پہنچایا۔ اس وحی کی خاصیت یہ ہے کہ جیسے جیسے بصیرت عمیق اور وسیع ہوتی جاتی ہے ویسے ویسے نئے رازوں کا اکشاف ہوتا جاتا ہے۔ <sup>۱</sup> حضرت علیؐ قرآن کی عظمت کے بارے فرماتے ہیں:

فَالْقُرْآنُ آمِرٌ زَاجِرٌ وَ صَامِتٌ نَاطِقٌ، حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ أَخَذَ عَلَيْهِمْ مِيثَاقِهِ وَارْتَهَنَ عَلَيْهِ أَنفُسَهُمْ أَتَمْ نُورَةً وَ أَكْمَلَ بِهِ دِينَهُ وَ قَبَضَ نَبِيَّهُ وَ قَدْ فَرَغَ إِلَى الْخَلْقِ مِنْ أَحْكَامِ الْهُدَى بِهِ فَعَظِمُوا مِنْهُ سُبْحَانَهُ مَا عَظَمُ مِنْ نَفْسِهِ فَإِنَّهُ لَمْ يُخْفِ عَنْكُمْ شَيْئًا مِنْ دِينِهِ وَلَمْ يَتُرُكْ شَيْئًا رَضِيَّةً أَوْ كَرِهَةً إِلَّا وَ جَعَلَ لَهُ بَادِيًّا وَ آئَهُ مَحْكَمَةً تَزْجُرُ عَنْهُ أَوْ تَدْعُو إِلَيْهِ۔ ترجمہ: پس یہ قرآن حکم دینے والا بھی ہے اور روکنے والا بھی۔ وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی۔ وہ مخلوقات پر پروردگار کی جنت ہے جس کا لوگوں سے عہد لیا گیا ہے اور ان کے نفوس کو اس کا پابند بنادیا گیا ہے۔ خدا نے اس کے نور کو مکمل بنایا ہے اور اس کے ذریعہ

۱۔ نجح البلاغ، خطبه ۷۰

۲۔ ایضاً، خطبه ۱۷۱

۳۔ مطہری، مرتفعی، ختم نبوت، ص ۲۷

دین کو کامل قرار دیا ہے۔ اپنے پیغمبر کو اس حالت میں اپنے پاس بلا�ا ہے کہ وہ اس کے احکام کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے چکے تھے لہذا پروردگار کی عظمت کا اعتراف اس طرح کرو جس طرح اس نے اپنی عظمت کا اعلان کیا ہے کیونکہ اس نے دین کی کسی بات کو مخفی نہیں رکھا ہے اور کسی شے کو خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند بغیر کسی واضح علامت اور مکمل نشان کے نہیں چھوڑا جو ناپسند امور سے روکے اور پسندیدہ باتوں کی طرف دعوت دے۔

### پیغمبر ایک دلوز طبیب:

انبیاءٰ الٰی اور خاص طور پر رسول اکرمؐ ایک ہمدرد طبیب ہیں۔ طبیب کا کام دلوں اور نفوس کو سکون پہنچانا ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے مخصوص طریقوں سے پریشان حال بیاروں کی روح و جان کا اعلان کیا۔ آپؐ خود درد مند بیاروں کے پاس جاتے تھے۔ حضرت علیؓ حقیق طبیب کی خصوصیات اس طرح بیان فرماتے ہیں:

طَبِيبٌ دَوَارٌ بِطِيبٍ قَدْ أَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ وَأَحْمَمَ مَوَاسِمَهُ، يَصْنَعُ مِنْ ذَلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ إِلَيْهِ مِنْ قُلُوبٍ عُمُّيٍّ وَآذَانٍ صُمٍُّ وَالْسِنَةُ بُكُّمٍ، مُسْتَعِنٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْعَفْلَةِ وَمَوَاطِنَ الْحُكْيَرَةِ لَمْ يَسْتَضْبِغُوا بِأَصْوَاءِ الْحُكْمَةِ وَلَمْ يَقْدَحُوا بِزِنَادِ الْعُلُومِ الشَّاقِبَةِ۔ ترجمہ:

رسول اکرمؐ وہ طبیب تھے جو اپنی طبابت کے ساتھ چکر لگارہا ہو، اپنے مرہم کو درست کر لیا ہوا اور داغنے کے آلات کو تپالیا ہو، وہ اندھے دلوں، بہرے کانوں، گونگی زبانوں کے علاج کے لئے جہاں ضرورت ہوتی ہے ان چیزوں کو استعمال میں لاتا ہو۔ اور اپنی دوا کو لئے ہوئے غفلت کے مرکز اور حیرت کے مقامات کی تلاش میں لگا ہوا ہو۔

اس خطبہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ماہر و تجربہ کار اور چکر لگانے والا طبیب دو طرح کے آلات کا استعمال کرتا ہے: ایک میں مرہم کی خاصیت ہے (زمخوں کو ٹھیک کرنے والا اور دردوں کو سکون پہنچانے والا) اور دوسرے میں درد کی جڑوں کو جلا دینے کی خاصیت ہے۔ حسد، تکبیر، جہالت اور تعصب جیسے امراض جو مددوں سے بیمار جسم و جان میں پل رہے ہوتے ہیں، ان کو جڑ سے نکالنا ہو گا۔

۱۔ نبی البلاغمہ، خطبہ ۱۸۱

۲۔ ایضاً، خطبہ ۱۰۶

حضرت علیؑ نے نجح البلاغہ میں ان بیماریوں کا ذکر کیا ہے جن کے علاج کے لئے پیغمبر اکرمؐ نے نجح بتائے ہیں۔ مثال کے طور پر: سینہ کی بیماری (خطبہ نمبر ۱۰۷، ۱۸۷)، دل کی بیماری (حکمت ۳۷۵)، دل کا انداھاپن (خطبہ نمبر ۱۸۱)، کفر و نفاق (خطبہ نمبر ۳۷۱)، غفلت و حیرت (خطبہ نمبر ۱۰۵)

اسی طرح حضرتؐ نے ایک اور فہرست بتائی ہے جس سے ان بیماریوں کا علاج کیا جاسکتا ہے: قرآن کریم (خطبہ نمبر ۱۷۳)، اسلام (خطبہ نمبر ۱۵۰)، تقوى (خطبہ نمبر ۱۸۷)، خدا کی اطاعت (خطبہ نمبر ۲۰۳، ۲۱۲) اور حکماء کے اقوال (حکمت نمبر ۲۵۷)، صدقہ۔ مثال کے طور پر قرآن کے سلسلے میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَىٰ أَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ مِنْ فَاقِهٍ وَلَا لَأَحَدٍ قَبْلَ الْقُرْآنِ مِنْ غَيْرِهِ ،  
فَاسْتَشْفُوهُ مِنْ أَدْوَائِكُمْ وَاسْتَعِينُوا بِهِ عَلَىٰ لَأْوَائِكُمْ ، فَإِنَّ فِيهِ شِفَاءً مِنْ أَكْبَرِ الدَّاءِ وَهُوَ  
الْكُفُرُ وَالنِّفَاقُ وَالْعُيُّ وَالضَّلَالُ ، فَاسْأَلُوا اللَّهَ بِهِ۔ ترجمہ: یاد رکھو! کسی کو قرآن کے بعد  
کسی اور لائج عمل کی ضرورت نہیں رہتی ہے اور نہ کوئی قرآن سے پہلے اس سے بے نیاز ہو  
سکتا ہے۔ اپنی بیماریوں میں اس سے شفا حاصل کرو اور اپنی مصیبتوں میں اس سے مدد مانگو  
کہ اس میں کفر و نفاق اور مگرایی و بے راہ روی جیسی بڑی بیماریوں کا علاج بھی موجود  
ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ سے سوال کرو۔<sup>۱</sup>

### پیغمبر اکرمؐ ہر دور اور نسل کے لئے نمونہ:

بے شک انبیاء اور خاص طور سے خاتم الانبیاء وحی سے اتصال اور خدا کی طرف سے مؤید ہونے کی وجہ سے لوگوں کے لئے نجات اور رستگاری کا عملی نمونہ ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ انسان کا مکمل کامکل مصدق ہیں۔ قرآن کریم نے چند آیات میں اور حضرت علیؑ نے کئی مقامات پر پیغمبر اکرمؐ کو نمونہ بنانے کے لئے سب سے زیادہ شاکستہ بتایا ہے اور آپ کی پیروی کرنے والوں کو محبوب ترین بندوں میں شمار کیا ہے:

وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَافِ لَكَ فِي الْأُسْوَةِ وَذَلِيلٌ

۱۔ یاد نامہ کنگرہ ہزارہ نجح البلاغہ، ص ۲۳۵

۲۔ نجح البلاغہ، خطبہ ۱۷۳

لَكَ عَلَى ذَمِ الدُّنْيَا وَعَيْهَا وَكُثْرَةٌ مَخَازِيهَا وَمَسَاوِيهَا.. فَتَأْسَى بِتَبِيَّكَ الْأَطْيَبِ  
الْأَطْهَرِ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً يَمِنْ تَأْسَى وَعَرَاءً لِمَنْ تَعَرَى وَأَحَبُّ الْعِبَادِ  
إِلَى اللَّهِ الْمُتَأَسِّي بِتَبِيَّهِ وَالْمُقْتَصِّ لِأَثْرِهِ.. فَتَأْسَى مُتَأَسٍ بِتَبِيَّهِ وَاقْتَصَّ أَثْرَهُ وَوَلَجَ  
مَوْلِحَجَهُ وَإِلَّا فَلَا يَأْمُنُ الْهَلَكَةَ۔

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے رسول اکرمؐ کا قول و عمل پیروی کے لئے کافی ہے اور ان کی ذات دنیا کے عیب و نقص اور اس کی رسائیوں اور برائیوں کی کثرت دکھانے کے لئے رہنا ہے... تم لوگ اپنے طیب و طاہر پیغمبر کا اتباع کرو چونکہ ان کی ذات پیروی کرنے والوں کے لئے بہترین نمونہ اور صبر و سکون کے طلب گاروں کے لئے بہترین سامان صبر و سکون ہے، ان کی پیروی کرنے والا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا ہی اللہ کی نظر میں سب سے محبوب ہے... پیروی کرنے والے کو چاہیے کہ ان کی اتباع کرے اور ان کے نقش قدم پر چلے اور انہی کی منزل پر قدم رکھے ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔<sup>۱</sup>

حضرت علیؐ اپنے فرزند امام حسنؐ کو وصیت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ کو اپنارہنمہ اور نمونہ بنائیں:

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ أَحَدًا لَمْ يُنْسِيْ عَنِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ كَمَا أَنْبَأَ عَنْهُ الرَّسُولُ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، فَارْضِ بِهِ رَائِدًا وَإِلَى الشَّجَاهَةِ فَائِدًا۔ ترجمہ: بیٹا! یہ یاد رکھو کہ تمہیں خدا کے بارے میں اس طرح کی خبریں کوئی نہیں دے سکتا ہے جس طرح رسول اکرمؐ نے دی ہیں لہذا ان کو بخوبی اپنا پیشوا اور راہ نجات کا قائد تسلیم کرو۔<sup>۲</sup>

### پیغمبر اکرمؐ زہد و سادگی کا نمونہ:

انسان جیسے جیسے قرب الہی کے درجات کو طے کرتا جاتا ہے ویسے ویسے اس کو خالق کی عظمت اور خود کی پستی کا اندازہ ہوتا جاتا ہے اور کبر و خود پسندی کی چھٹت سے نیچے اترتا ہے۔ انبیاء الہی میں یہ خصوصیت بھی

۱۔ نُجُجُ الْبَلَاغَةِ، خطبہ ۱۵۸

۲۔ ایضاً، خط ۳۱

بدر جہا اتم پائی جاتی ہے۔ زہد و سادگی اور دنیا سے عدم رغبت ایسی خصوصیت ہے جو تمام انبیاء میں مشترک ہے اور یہی وہ خصوصیت ہے جو ان کو دیگر انسانوں سے الگ کرتی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ دنیا کے زرق و برق کے سامنے سے گزرتے تھے اور اپنے دور کے فقیر ترین لوگوں کی طرح زندگی گزارتے تھے:

قَدْ حَقَرَ الدُّنْيَا وَصَعَرَهَا وَأَهْوَنَ بِهَا وَهَوَنَهَا وَعَلِمَ أَنَّ اللَّهَ زَوَّاها عَنْهُ اخْتِيَاراً  
وَبَسْطَهَا لِغَيْرِهِ اخْتِقَاراً ، فَأَعْرَضَ عَنِهَا بِقَبْلِهِ وَأَمَاتَ ذُكْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ وَأَحَبَّ أَنْ تَعْيَبَ  
زِيَّنَهَا عَنْ عَيْنِهِ لِكَيْلَا يَتَحَجَّدَ مِنْهَا رِيَاشَا أَوْ يَرْجُو فِيهَا مَقَاماً۔

ترجمہ: پیغمبر اکرمؐ نے اس دنیا کو ہمیشہ صغير و حقير اور ذلیل و پست تصور کیا اور یہ سمجھا ہے کہ پروردگار نے ان کی شان کو بالاتر سمجھتے ہوئے اس دنیا کا رخ ان سے موڑا ہے اور گھٹھیا سمجھتے ہوئے دوسروں کے لئے اس کا دامن پھیلایا ہے، لہذا آپ نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی اور اس کی یاد کو دل سے بالکل نکال دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینتیں نگاہوں سے او جھل رہیں تاکہ نہ عمدہ لباس زیب تن فرما کیں اور نہ کسی خاص مقام کی امید کریں۔<sup>۱</sup>

حضرتؐ ایک دوسرے مقام پر، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے زہد و سادگی کا ذکر کرتے ہیں کہ کس طرح وہ لوگ زمین کی سبزیوں کے سہارے زندگی بسر کرتے تھے، پھر وہ کو اپنی تکمیلے بناتے تھے اور پرانے کپڑے زیب تن کرتے تھے اور ان کا رات کا اجالا چاند کی روشنی ہوا کرتی تھی۔

حضرت علیؑ کے پھر فرماتے ہیں:

”پیغمبر اکرمؐ نے دنیا سے صرف مختصر غذا حاصل کی اور اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں۔ ساری دنیا میں سب سے زیادہ خالی شکم اور شکم تھی بسر کرنے والے وہی تھے۔ ان کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ دیکھ لیا کہ پروردگار اسے پسند نہیں کرتا ہے تو خود بھی ناپسند کیا اور خدا حقیر سمجھتا ہے تو خود بھی حقیر سمجھا اور اس نے چھوٹا بنا دیا ہے تو خود بھی چھوٹا ہی قرار دیا۔ پیغمبر اکرمؐ ہمیشہ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ غلاموں کے انداز سے بیٹھتے تھے اور کسی نہ کسی کو ساتھ بیٹھا بھی لیا کرتے تھے، اپنے جو تے خود درست

کرتے تھے اور اپنے کپڑے خود اپنے ہاتھ سے سلتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے مکان کے دروازہ پر ایسا پر دیکھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں تو اپنی ایک زوجہ سے فرمایا کہ خبردار اسے ہٹاؤ۔ میں اس کی طرف دیکھوں گا تو دنیا اور اس کی آرائش یاد آئے گی۔ پیغمبر اکرمؐ نے دنیا سے دل سے کنارہ کشی اختیار فرمائی اور اس کی یاد کو اپنے دل سے محو کر دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینت نگاہوں سے دور رہے تاکہ نہ بہترین لباس بنائیں اور نہ اسے دل میں جگہ دیں اور نہ اس دنیا میں کسی مقام کی آرزو کریں۔“

پھر آپؐ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ مَا يَدْلُكَ عَلَى مَسَاوِي الدُّنْيَا وَ عِيُوبِهَا إِذْ جَاءَ فِيهَا مَعَ خَاصِيَّةٍ وَ زُوِّيَتْ عَنْهُ زَحَارِفُهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَيْهِ، فَلِنِعْظُنُّ نَاطِرًا بِعَقْلِهِ أَكْرَمَ اللَّهَ مُحَمَّدًا بِدَلِيلِكَ أَمْ أَهَانَهُ، فَإِنْ قَالَ أَهَانَهُ فَقَدْ كَذَبَ وَ أَتَى بِالْفُكُرِ الْعَظِيمِ، وَ إِنْ قَالَ أَكْرَمَهُ فَلِيَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ، وَ زَأْوَاهَا عَنْ أَفْرِبِ النَّاسِ مِنْهُ... بَخْرَاجَ مِنَ الدُّنْيَا حَمِيَّصًا وَ وَرَدَ الْآخِرَةَ سَلِيمًا، لَمْ يَضْعُ حَجَرًا عَلَى حَجَرٍ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ وَأَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ، فَمَا أَعْظَمَ مِنَةَ اللَّهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنَّعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفًا نَتَبَعُهُ وَقَائِدًا نَطَأْ عَقْبَهُ۔ ترجمہ: یقیناً رسول اللہ کی زندگی میں وہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں جو دنیا کے عیوب اور اس کی خرابیوں کی نشاندہی کر سکتی ہیں، جب کہ آپ نے اپنے گھر والوں سمیت بھوکارہنا گوارا کیا ہے اور خدا کی بارگاہ میں انتہائی تقرب کے باوجود دنیا کی زینتوں کو آپ سے الگ رکھا گیا ہے اور آپ نے ان کو خوار سمجھا۔ اب ہر انسان کو نگاہ عقل سے دیکھنا چاہیے اور یہ سوچنا چاہیے کہ اس صورت حال اور اس طرح کی زندگی سے پروردگار نے اپنے پیغمبرؐ کو عزت دی ہے یا انہیں ذلیل بنایا ہے۔ اگر کسی کا خیال یہ ہے کہ ذلیل بنایا ہے تو وہ جھوٹا اور افتراض دار ہے اور اگر یہ احساس ہے کہ عزت دی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اگر اللہ نے اس کے لئے دنیا کو فرش کر دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ذلیل بنایا ہے جب کہ اپنے تربیت رین بننے سے اسے دور رکھا تھا... وہ دنیا سے بھوکے گئے لیکن آخرت میں سلامتی کے ساتھ وارد ہوئے۔ انہوں نے تعمیر کے لئے پتھر پر پتھر نہیں رکھا اور دنیا سے رخصت

ہو گئے اور اپنے پروردگار کی دعوت پر لبیک کہہ دی۔ پروردگار کا لکنا عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان کا جیسا رہنماء عطا فرمایا ہے جس کا اتباع کیا جائے اور قائد بنایا جائے، جس کے نقش قدم پر قدم جائے جائیں۔

حضرت علیؑ نے درحقیقت اپنے ان بیانات میں انبیاءؑ کی اور خاص کر پیغمبر اکرمؐ کی زہد و سادگی کو بیان فرمایا ہے۔ رسول خداؑ نے رسالت کے فریضہ کو جلال و ظاہری شوکت سے نہیں بلکہ عزم اور مضبوط ارادے کے ساتھ پورا کیا، کیونکہ اگر خدا چاہتا تو آسمان و زمین کے جنود کو اپنے انبیاءؑ کے قبضہ میں دے سکتا تھا تاکہ لوگوں کے پاس تسلیم ہونے اور ان کی بات قبول کرنے کے سوا کوئی اور چارہ ہی نہ رہے، لیکن حکمت الہی کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان کے پاس انتخاب کرنے کا موقع ہو اور وہ اپنے اختیار کا فائدہ اٹھائے، اسی وجہ سے انبیاءؑ الہی تواضع میں اپنے چہرے کو زمین سے لگاتے تھے اور اپنے رخساروں کو خاک پر ملتے تھے، اور مومنوں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے تھے، اور خدا نے بھی ان کو سونے کی کھان کے بجائے مضبوط اور فولادی ارادہ عنایت فرمایا۔

### پیغمبر اسلامؐ شجاعت و ایثار کے مظہر

پیغمبر اکرمؐ مضبوط ارادہ، استقامت اور شجاعت کے مظہر تھے، جنہوں نے دین خدا کو لوگوں تک پہنچانے میں کسی بھی طرح کے جہاد اور ایثار سے دربغ نہیں کیا۔ بعثت کے ابتدائی دور میں ہی آپؐ نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر چاند اور سورج بھی آپ کو دے دیا جائے تو بھی آپ اپنے ہدف سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ مدینہ میں اپنے دس سالہ دور میں دین خدا کے استقرار کے لئے ۸۰ سے زائد جنگیں ہوئیں لیکن ان سب کے باوجود بھی پیغمبر اکرمؐ رحمت و محبت کا مظہر اور رحمۃ للعالمین تھے۔ آپ کو لوگوں کی گمراہی سے بے حد رنج ہوتا تھا، یہاں تک کہ خدا نے آپ سے فرمایا:

مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْفُرْقَانَ لِتَتَسْقَى - ترجمہ: ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں

نازل کیا ہے کہ آپ اپنے کو زحمت میں ڈال دیں۔

۱۔ نجح البلاغہ، خطبہ ۱۵۸

۲۔ مظہری، مرتفعی، سیری در سیرہ نبوی، ص ۱۰۸-۱۰۳

۳۔ سورہ ط، آیت ۲

لَعَلَّكَ بِأَخْيُونَ نَفْسَكَ أَلَّا يُكُوُنُوا مُؤْمِنِينَ۔ ترجمہ: کیا آپ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈال دیں گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لارہے ہیں۔

جب بھی بھی تبلیغ اور ہدایت کے لئے امن اور صلح کے راستوں کو بند پاتے تھے تو دفاعی جہاد کی شکل میں شجاعت واپسی کا ایسا مظاہرہ کرتے تھے کہ کوئی بھی آپ کے تبع کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ خدا کی خوشنودی کے لئے ان سب سے جہاد فرماتے تھے جو راہ ہدایت میں مانع تھے۔ آپ جنگوں میں سب سے آگے آگے ہوا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو کفار و مشرکین کے تبع سے بچاتے تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

وَجَاهَدَ فِي اللَّهِ أَعْدَاءُهُ غَيْرَ وَاهِنٍ وَلَا مُعْذَلٍ۔ ترجمہ: دشمنان خدا سے جہاد کیا اور اس راہ میں نہ کوئی کمزوری دکھلائی اور نہ کسی عذر کا سہارا لیا۔

اور آپ کی شجاعت کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

كُنَّا إِذَا احْمَرَ الْبُلْسُ اتَّقَيْنَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنَّا أَقْرَبٌ إِلَى الْعَدُوِّ مِنْهُ۔ ترجمہ: اور جب جنگ مشکل ہو جاتی تھی اور جنگ کے شعلے بھڑک جاتے تھے تو ہم لوگ رسول خدا کی پناہ میں آجاتے تھے اور کوئی بھی شخص آپ سے زیادہ دشمن کے قریب نہیں ہوا کرتا تھا۔

تاریخ بتاتی ہے کہ آپ اپنے اقربا اور گھروالوں کو پیش قدم رکھتے تھے اور ان کے ذریعہ اپنے اصحاب کو نیزون اور تواروں سے محفوظ رکھتے تھے۔ چنانچہ عبید بن حارث (آپ کے چچا کے بیٹے) جنگ بدر میں شہید ہوئے، آپ کے چچا حمزہ جنگ احمد میں شہید ہوئے اور مولا علی کے بھائی جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔

پیغمبر اکرمؐ کی استقامت نہ صرف میدان جنگ میں ہوتی تھی بلکہ مشرکین کی مکاریوں اور تہتوں کے سامنے بھی آپ صبر و استقامت کا مظہر ہوتے تھے۔ اشد الناس بلاء الأنبياء کے باوجود بھی دشواری اور

۱۔ سورہ شعرا، آیت ۳

۲۔ نجح البلاغہ، خطیبہ ۱۱۳

۳۔ ایضاً، کلمات غریب ۹

شیعیوں نے ان کو ان کے ہدف سے نہیں روکا:

رُسُلٌ لَا تُقْصِرُ بِهِمْ فِلَةً عَدَدِهِمْ، وَلَا كَثْرَةُ الْمُكَذِّبِينَ لَهُمْ۔ ترجمہ: ایسے رسول، جنہیں تعداد کی کمی اور جھٹکانے والوں کی کثرت درماندہ و عاجز نہیں کرتی ہے۔  
بار رساںت اس قدر سگین ہوتا ہے کہ بقول قرآن، گویا پیغمبر کی کمر کو توڑ دیتا ہے لیکن ان سب کے باوجود رسول اکرم خدا کے حکم سے اپنے فریضے کو بخوبی ادا کرنے میں کامیاب ہوئے:

”نَّهَآگَے بُرْحَنَے سے انکار کیا اور نہ ان کے ارادوں میں کمزوری آئی۔ تیری وحی کو محفوظ کیا۔ تیرے عہد کی حفاظت کی۔ تیرے حکم کے نفاذ کی راہ میں بُرْحَنے رہے۔ یہاں تک کہ روشنی کی جتنوں کرنے والوں کے لئے آگ روشن کر دی اور گم کر دہ راہ کے لئے راستہ واضح کر دیا۔ ان کے ذریعہ دلوں نے فتوں اور گناہوں میں غرق رہنے کے بعد بھی ہدایت پالی۔“<sup>۱</sup>

پیغمبر اسلام نے لوگوں کو خدا کی اطاعت کی دعوت دی اور خدا کے دشمنوں سے جہاد فرمایا یہاں تک کہ ان کو مغلوب کر دیا۔ کافروں نے آپ کی تکذیب کی لیکن آپ تبلیغ دین سے دستبردار نہیں ہوئے۔ امام علیؑ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ حَاصِنٌ إِلَى رِضْوَانِ اللَّهِ كُلَّ غَمَرَةٍ وَتَجَرَّعَ فِيهِ كُلَّ غُصَّةٍ وَقَدْ تَلَوَنَ لَهُ الْأَذْنُونَ وَتَأَلَّبَ عَلَيْهِ الْأَقْصَوْنَ وَخَلَعَتْ إِلَيْهِ الْعَرَبُ أَعْتَنَّهَا وَضَرَبَتْ إِلَى مُحَارَبَتِهِ بُطُونَ رَوَاحِلَهَا حَتَّى أَنْزَلَتْ بِسَاحِنَتِهِ عَدَوَّتَهَا مِنْ أَنْبَعِ الدَّارِ وَأَسْحَقَ الْمَزَارِ۔ ترجمہ: ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اس کے بندہ و رسول ہیں۔ انہوں نے اس کی رضاکی خاطر ہر مصیبت میں اپنے کو ڈال دیا اور ہر غصہ کے گھونٹ کو پی لیا۔ قریب والوں نے ان کے سامنے رنگ بدل دیا اور دو والوں نے ان پر لشکر کشی کر دی۔ عربوں نے

۱۔ نیج البلاغہ، خطبہ ۱

۲۔ ایضاً، خطبہ ۷۰

اپنی زمام کا رخ ان کی طرف موڑ دیا اور اپنی سواریوں کو ان سے جنگ کرنے کے لئے مہیز کر دیا اور عداوتوں کے پشتارے آپ کے صحن میں اتار دیا۔

### پیغمبر اکرمؐ خلق عظیم کا نمونہ:

بلاشبہ پیغمبر اکرمؐ کے اخلاق و کردار کا اسلام کی ترویج میں اہم حصہ رہا ہے۔ آپؐ کی اخلاقی خصوصیات اس قدر زیادہ ہیں کہ آپؐ کو انسانی اخلاق کے تمام شعبوں میں پیشوائی حاصل ہے۔ اتنی کثرت سے احسن خلق و خواکا ہونا ایک فردی خصوصیت نیز لطف خدا ہے۔ اس کے علاوہ مکارم و محاسن اخلاق کی ترویج آپؐ کا خاص فریضہ ہے۔<sup>۱</sup>

متعدد روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکہ اور مدینہ کے لوگ آپؐ کی طرف مجنود ہوتے تھے لیکن اس سے بھی پہلے قرآن خود صراحت کے ساتھ اس چیز کی گواہی دیتا ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ ترجمہ: اور آپؐ بلند ترین اخلاق کے درجہ پر ہیں۔<sup>۲</sup>

پیغمبر اکرمؐ کے اخلاق و کردار کے سلسلہ میں سب سے زیادہ حضرت علیؓ سے روایتیں منقول ہیں۔ رسول خدا جب بھی کسی کی طرف رخ کرنا چاہتے تھے تو صرف اپنا سر اس کی طرف نہیں کرتے تھے بلکہ پورے بدن کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ ان میں سب زیادہ دلیر اور سب سے زیادہ سچ تھے اس طرح سے کہ ہمیشہ اپنے عہد پر وفا کرتے تھے۔ سب سے زیادہ نرم زبان رکھتے تھے اور لوگوں سے ملنے جلنے میں سب سے بہتر تھے۔<sup>۳</sup>

امام علیؓ معاشرے میں آپؐ کے اخلاق کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

”جو کوئی بھی آپؐ کو پہلی بار دیکھتا تھا، آپؐ کی ہبیت میں گم ہو جاتا تھا۔ جو بھی آپؐ سے ملتا تھا اس کا دل آپؐ کی دوستی سے بھر جاتا تھا۔ جب آپؐ اپنے اصحاب کو دیکھتے تھے تو

۱۔ نجیب البلاغہ، خطبہ ۱۹۲

۲۔ مجلسی، محمد باقر، بخار الانوار (جلد ۱۲)، ص ۲۱۰

۳۔ سورہ قلم، آیت ۲

۴۔ بلاذری، انساب الاشراف (جلد ۱)، ص ۳۹۱

۵۔ ایضاً، ص ۳۹۲

دیکھنے کے وقت کو، برابر سے ان کے درمیان تقسیم کرتے تھے۔ جب بھی کسی سے ہاتھ ملاتے تھے تو کبھی پہلے اپنا ہاتھ نہیں پیچھے کرتے تھے۔ اسی طرح اس وقت تک اپنا منہ نہیں ہٹاتے تھے جب تک کے سامنے والا نہ ہٹا لے۔ آپ کا چہرہ کھلا ہوا ہوتا تھا۔ آپ ہرگز تند مزاج، ہر وقت ملامت کرنے والے، غافل اور مزاج کرنے والے نہیں تھے۔<sup>۱</sup>

آپ کی سیرت میانہ روی، آپ کی سنت ہدایت اور ترقی، آپ کے الفاظ حق کا معیار اور آپ کا حکم عدل ہوا کرتا تھا۔<sup>۲</sup>

اس وقت کے سوا جو آپ خدا اور اپنے اہل بیت کے ساتھ گزارتے تھے، آپ نے کچھ ذخیرہ نہیں کیا اور ہمیشہ لوگوں کے درمیان ہوا کرتے تھے۔ آپ مسلسل تالیف قلوب کی کوشش میں رہتے تھے۔ ہر قوم کے بزرگ شخص کا احترام کرتے تھے اور اس کو اس کی قوم پر برتری دیتے تھے۔ اپنے اصحاب کے حال و احوال کے سلسلے میں پتہ کرتے تھے اور لوگوں کے درمیان جو کچھ چل رہا ہوتا تھا اس کے بارے میں پوچھتے تھے۔ نیک کاموں کو سراہتے تھے اور بارے کام کو ہلاک سمجھتے تھے۔ آپ میانہ روی سے کام لیتے تھے، حق بیانی سے بھی پیچھے نہیں ہٹتے تھے اور حق بیانی میں کسی بھی طرح کی کمی کو برا سمجھتے تھے۔ آپ کے ساتھی بہترین لوگ ہوتے تھے۔ آپ کے نزدیک بہترین شخص نصیحت کرنے والا اور سب سے زیادہ نیک عمل انجام دینے والا ہوا کرتا تھا۔ ذکر خدا کے سوا آپ کا کوئی قیام و قعود نہیں تھا۔ بزم میں بیٹھتے تھے تو سبھی ساتھیوں کے حق کو پورا کرتے تھے، اس طرح سے کہ آپ کے ساتھ بیٹھنے والا آپ سے زیادہ کسی اور کو خود کے لئے فکر مند نہیں پاتا تھا۔ جس کسی کو بھی آپ کی ضرورت ہوتی تھی، آپ اس کے ساتھ اس وقت تک بیٹھتے تھے، جب تک وہ خود نہ اٹھ جائے۔

کوئی اگر آپ سے کسی چیز کا مطالبہ کرتا تھا تو اس کی حاجت پوری کرنے بغیر یا نیک اقوال

۱۔ بخار الانوار (جلد ۱۶)، ص ۲۲۰

۲۔ ايضاً، ص ۲۳۷

۳۔ انساب الاشراف (جلد ۱)، ص ۲۹۳

۴۔ نجح البلاغ، خطبہ ۹۲

کے بغیر اس کو رخصت نہیں کرتے تھے۔ آپ کالوگوں کے ساتھ سلوک ایک باب کا بیٹوں کے ساتھ سلوک جیسا ہوتا تھا اور آپ کے نزدیک سب کا حق مساوی ہوتا تھا۔ آپ کی بزم حکمت، حیا، صبر اور امانت کی بزم ہوا کرتی تھی۔ وہاں کوئی آواز بلند نہیں ہوتی تھی۔ لوگوں کے ساتھ آپ کا برتاؤ نرم اور نیک ہوا کرتا تھا اور جو چیز آپ کو ناپسند ہوتی تھی، اس سے آپ چشم پوشی کرتے تھے۔ کسی کی برائی اور ملامت نہیں کرتے تھے۔ رسول خدا لوگوں میں سب سے زیادہ نیک، بخشنده اور بہادر تھے۔ اللہ نے آپ کے ذریعہ دلوں میں الفت پیدا کی۔ اہل ذلت کو عنیز بنا دیا اور کفر کی عزت پر اکٹر نے والوں کو ذلیل کر دیا۔ آپ کا کلام حقیقتوں کو بیان کرنے والا اور آپ کی خاموشی میں گویا تھی۔<sup>۱</sup>

سیرت اور سفیر کی کتابوں نے پیغمبر اکرمؐ کے کریمانہ اخلاق کے ایسے ایسے واقعات بیان کئے ہیں جو حیرت انگیز ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ مقام افسوس بھی ہے کہ حضرتؐ کی امت آپؐ کے نیک اخلاق سے کس قدر فاصلے پر ہے۔ سادہ زندگی، دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور مہربانی، لوگوں کے ساتھ مشورہ، وفا، صداقت، قاطعیت، خاندان کے امور میں تدبیر، بچوں کے ساتھ مہربانی، مہمان نوازی، نوجوانوں کے ساتھ اچھا اور نیک سلوک، مخالف اور لپیمان لوگوں کے ساتھ اچھا اور نیک اخلاق، صبر، ادب وغیرہ کو انسان کی فردی اور سماجی زندگی کا حصہ بننا چاہئے۔<sup>۲</sup>

پیغمبر اکرمؐ کی مذکورہ خصوصیات کے علاوہ بھی مولا علیؐ نے آپؐ کی زندگی، شخصیت، سیرت اور اخلاق سے متعلق مختلف نمونوں کو بیان کیا ہے جو ہر ایک اپنے آپ میں ہمارے لئے عظیم درس ہے۔ جیسے کہ دلوں کو متحدر کرنا،<sup>۳</sup> پرہیزگاروں کے امام،<sup>۴</sup> حق کی رائے کو نافذ کرنا،<sup>۵</sup> حدود کو نافذ کرنا،<sup>۶</sup> رسالت کی

۱۔ نجح البلاغہ، خطبہ ۹۳

۲۔ بخار الانوار (جلد ۱۲)، ص ۲۱۵؛ قرائتی، محسن، سیرہ پیغمبر اکرم با نگاہی بہ قرآن کریم

۳۔ نجح البلاغہ، خطبہ ۲۲۹

۴۔ ایضاً، خطبہ ۱۱۳

۵۔ ایضاً، خطبہ ۱۸۳ و ۹۸

۶۔ ایضاً، خطبہ ۱۲۵

مشکلوں کو برداشت کرنا، قریش کے مظالم کے مقابلہ میں استقامت، با مقصد تبلیغ ۳ وغیرہ...

### پیغمبر اکرمؐ کی بعثت کے نتائج:

حقیقتاً آپ نے کیا کیا اور معاشرہ میں کیا تبدیلیاں پیدا کیں اور دین حق اور نمائے توحید کی ترویج کے لئے آپ کی خاصانہ کوششوں کا نتیجہ کیا ہوا؟

امام علیؑ نے مختلف مقامات پر رسول اکرمؐ کی ان سخت و طاقت فرسا کوششوں کو یاد کیا ہے جو انہوں نے ایسا معاشرہ بنانے کے لئے انجام دیں جس میں سبھی انسانوں کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔ آپ دور جاہلیت کے معاشرے کی خصوصیات کو بھی یاد کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اندازہ ہو کہ وہ کیا تھے اور اسی کہ ساتھ وحی الہی کے نور میں پرورش پانے والے موجودہ معاشرے کی خصوصیات کو بھی بیان فرماتے ہیں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ وہ اب کیا ہیں اور کہاں پہنچ گئے ہیں۔

آپ کے عقیدے کے مطابق جب عرب پر سیاہ جاہلیت حاکم تھی اس وقت پیغمبر اکرمؐ مکہ اور مدینہ کے آسمان پر ایک روشن آفتاب کی طرح نمودار ہوئے اور پوری دنیا میں آپ کا نور ظاہر ہوا۔ آپ ایمان اور فضل کی سوغات لے کر آئے۔ آپ نے شرک کے بد لے توحید، جہالت کے بد لے علم، لوث مار کے بد لے ایثار، شرارت کے بد لے اخلاق، آشوب کے بد لے سکون، بد کرداری کے بد لے نیکی اور اچھا عمل، نسلی دشمنیوں کے بد لے دوستی، دنیا میں ڈوبتے چلے جانے کے بد لے خدا اور قیامت کی طرف توجہ اور گمراہی کے بد لے ہدایت لوگوں کو عطا کیا:

فَسَاقَ النَّاسَ حَتَّىٰ بَوَّأْهُمْ مَحَلَّهُمْ وَبَلَّغُهُمْ مَنْحَاتُهُمْ فَاسْتَقَامُتْ فَنَاثُهُمْ وَ  
اَطْمَانُ صَفَاتُهُمْ۔ ترجمہ: آپ نے لوگوں کو کھینچ کر ان کے مقام تک پہنچایا اور انہیں منزل نجات سے آشنا کیا یہاں تک کہ ان کی کجی درست ہو گئی اور ان کے حالات استوار ہو گئے۔

۱۔ نجع البلاعہ، خطبہ ۱۹۲

۲۔ ایضاً، خط نمبر ۷، ۳۲، ۵۹

۳۔ ایضاً، خطبہ ۲۲۹

۴۔ ایضاً، خطبہ ۳۳

جیسا کہ ذکر کیا گیا معاشرے کی ہدایت بعثت کے لئے کم کامیابی نہیں ہے، وہ بھی ایسی ہدایت جو تمام پہلوؤں اور ابعاد میں ظاہر ہوئی:

فَهَدَاهُمْ بِهِ مِنَ الصَّالَةِ وَأَنْقَدَهُمْ بِمَكَانِهِ مِنَ الْجَهَنَّمِ۔ ترجمہ: خدا نے آپ کے

ذریعہ سب کو گمراہی سے ہدایت دی اور جہالت سے باہر نکال دیا۔<sup>۱</sup>

اسی طرح مولا علیؑ فرماتے ہیں:

أَرْسَلَهُ بِالضِّيَاءِ وَقَدَّمَهُ فِي الْاِضْطِفَاءِ فَرَتَقَ بِهِ الْمَفَاتِقِ وَسَأَوَرَ بِهِ الْمُغَالِبِ وَذَلَّ بِهِ  
الصُّعُوبَةَ وَسَهَّلَ بِهِ الْحُرُونَةَ حَتَّى سَرَّحَ الْضَّالَّ عَنْ يَمِينِ وَشَمَائِلِ۔ ترجمہ: خدا نے پیغمبرؐ کو  
اسلام کا نور دے کر بھیجا اور انتخاب کی منزل میں سب سے آگے رکھا۔ ان کے ذریعہ سے  
پرانگندگیوں کو دور کیا اور غلبہ حاصل کرنے والوں کو قابو میں رکھا۔ دشواریوں کو آسان کیا  
اور ناہمواریوں کو ہموار بنایا۔ یہاں تک کہ گمراہیوں کو داہنے بائیں ہر طرف سے دور کر دیا۔<sup>۲</sup>

اس کے بعد پھر امام علیؑ بعثت رسول اکرمؐ کی کامیابی کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

فَصَدَعَ بِمَا أَمْرَهُ وَبَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ۔ فَلَمَّا أَنْتَقَ اللَّهُ بِالصَّدْعِ وَرَتَقَ بِهِ الْفَتْقِ - وَأَلْفَ بِهِ  
الشَّمْلَ بَيْنَ ذَوِي الْأَرْحَامِ - بَعْدَ الْعَدَوَةِ الْوَاغِرَةِ فِي الصُّدُورِ - وَالضَّعَائِينِ الْقَادِحَةِ فِي  
الْفُلُوبِ۔ ترجمہ: رسول اکرمؐ نے اور اہلیہ کو واسطہ انداز سے پیش کر دیا اور اس کے پیغامات  
کو پہنچا دیا۔ اللہ نے آپ کے ذریعہ انتشار کو مجتุن کیا۔ شگاف کو بھر دیا اور قرابداروں کے  
افتراء کو انس میں تبدیل کر دیا حالانکہ ان کے درمیان سخت قسم کی عداوت اور دلوں میں  
بھڑک اٹھنے والے کینے موجود تھے۔<sup>۳</sup>

ایک دوسرے مقام پر آپؐ فرماتے ہیں:

بَعْثَهُ وَالنَّاسُ ضُلَالٌ فِي حَيَّرَةٍ وَحَاطِبُونَ فِي فِتْنَةٍ قَدِ اسْتَهْوَتُهُمُ الْأَهْوَاءُ

۱۔ نجح البلاغہ، خطبہ ۱

۲۔ ایضاً، خطبہ ۲۱۱

۳۔ ایضاً، خطبہ ۲۲۹

وَاسْتَرْلَهُمُ الْكِبِيرُ يَا وَاسْتَرْلَهُمُ الْجَاهِلَةُ الْجَهَلَةُ حَيَارَى فِي زَلْزَالٍ مِنَ الْأَمْرِ وَبَلَاءٍ مِنَ الْجَهَلِ فَبَلَغَ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي النَّصِيْحَةِ وَمَضَى عَلَى الظَّرِيقَةِ وَدَعَا إِلَى الْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ ترجمہ: اللہ نے انہیں اس وقت بھیجا جب لوگ گراہی میں متھیر تھے اور فتوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ خواہشات نے انہیں بہکا دیا تھا اور غرور نے ان کے قدموں میں لغزش پیدا کر دی تھی۔ جاہلیت نے انہیں سبک سر بنادیا تھا اور وہ غیر یقینی حالات اور جہالت کی بلاؤں میں حیران و سرگردال تھے۔ آپ نے نصیحت کا حق ادا کر دیا، سیدھے راستہ پر چلے اور لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کی طرف دعوت دی۔

ایک دوسرے مقام پر آپ ارشاد فرماتے ہیں:

”تیرے حکم کے نفاذ کی راہ میں بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ روشنی کی جبو کرنے والوں کے لئے آگ روشن کر دی اور گم کر دہ راہ کے لئے راستہ واضح کر دیا۔ ان کے ذریعہ دلوں نے فتوں اور گناہوں میں غرق رہنے کے بعد بھی ہدایت پالی اور انہوں نے راستہ دکھانے والے نشانات اور واضح احکام قائم کر دیئے۔ وہ تیرے امانت دار بندہ، تیرے پوشیدہ علوم کے خزانہ دار، روز قیامت کے لئے تیرے گواہ، حق کے ساتھ بھیجے ہوئے اور مخلوقات کی طرف تیرے نمائندہ تھے۔“<sup>۱</sup>

جو کچھ پیغمبر اسلام کو حاصل ہوا وہ سب آپ کی سیرت پر حاکم اصولوں اور طریقوں سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔<sup>۲</sup> تبلیغ دین کے سلسلہ میں آپ کا طریقہ، فکری ہدایت کی بنیاد پر استوار تھا جس کے ذریعہ آپ نے لوگوں میں استدلال اور تفکر و تدبیر کی روح کو پروان چڑھایا۔ رسول خدا کو حکمت و موعظہ اور احسن مجادلہ کی راہ کو اختیار کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا اور اسی شیوه کو اپنا کر آپ نے ایک کثیر تعداد کو اسلام کی دعوت دی۔ مسلمانوں کی مکمل کامیابی اور اعلان برائت کے بعد بھی پیغمبر اکرمؐ کو قرآن کا صریح حکم تھا کہ جب بھی کوئی مشرک آپ کی پناہ لینا چاہے تو آپ اسے پناہ دیں تاکہ وہ خدا کے کلام کو سن سکے۔ اس کے بعد اس کو ایک

۱۔ نبیح البلاغہ، خطبہ ۷۰

۲۔ جعفریان، رسول، سیرہ رسول خدا، ص ۳۹۳

امن مقام پر پہنچائیں کیونکہ یہ لوگ نادان لوگ ہیں۔<sup>۱</sup>

اسلام کی دعوت کی بنیاد لوگوں کو توحید کی طرف رہنمائی کرنے پر تھی لیکن ایک ملامع اور روادارانہ انداز میں۔ بہت سے مشرکین کوئہ عقلي استدلال سے دلچسپی تھی اور نہ ہی ان کو اسلام سے جنگ کرنے کا شوق تھا لہذا پیغمبر اکرمؐ نے تالیف قلوب کی سیاست کو مشرکین کے دلوں کو نرم کرنے کے لئے استعمال کیا اور پھر ضرورت پڑنے پر سخت رویہ بھی اپنایا۔ مولا علیؐ کی تعبیر کے مطابق یہ سب ماهرانہ طبابت کا لازمہ تھا کہ کہیں پر مر ہم لگاتے ہیں اور کہیں ضرورت پڑنے پر جلاتے ہیں اور کاٹتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ کا اصلی نسخہ قرآن مجید تھا جس کا حلال و حرام بالکل واضح ہے، جو کفر و نفاق کا علاج کرنے والا ہے اور ایسا چراغ ہے جو ہر گز بھن نہیں سکتا۔ قرآن حق کو باطل سے الگ کرنے والا اور ایسی شفا ہے جس کے بعد بیاروں کو کوئی خوف اور ڈر نہیں ہوتا ہے اور ایسا حق ہے جس کی حمایت کرنے والا کبھی خوار اور مغلوب نہیں ہو گا۔<sup>۲</sup> بعثت کے دور میں مشرکین کے مقابل میں پیغمبر اکرمؐ قرآنی آیات کی تلاوت فرماتے تھے۔ یہ قرآنی آیات مشرکین کے سروں پر بجلی کی طرح چکتی تھیں اور وہ اسلام کی دعوت کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دینے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

ترنی لحن اور بے نظیر ادب نے قرآنی پیغامات کی کشش کو اور بھی زیادہ کر دیا جس کی وجہ سے مشرکین اس کا مقابلہ کرنے سے خود کو عاجز پاتے تھے۔ اس طرح سے قرآن مجید نے توحید کو شرک آلوں ماحول میں پھیلایا۔ مشرکین قرآنی آیات کی کسی بھی طرح کی واقعی تقدیم کرنے سے معدور تھے اور صرف مسلمانوں پر دباؤ کے ذریعے سے اس پاک آئین کو روکنے کی کوشش کرتے تھے۔

بعثت اور رسول اکرمؐ کی نبوت کی وجہ سے معاشرہ میں تبدیلیوں کا آغاز ہوا اور پھر قرآنی آیات کی مدد سے ان افکار کو جاہل معاشرے کے تمام زادیوں میں فروغ ملا اور بنیادی انقلاب کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ قرآنی آیات نے فکری اعتبار سے لوگوں پر گہر اثر ڈالا اور دور جاہلیت کے اعتقادات پر حملہ کر کے ان کو بے بنیاد

۱۔ سورہ توبہ، آیت ۶

۲۔ نبیح البالانہ، خطبہ ۱۷۳

۳۔ ایشان، خطبہ ۱۸۷

ثابت کرنے میں اہم کردار نبھایا۔

نیج البلاغہ میں قرآن کی تاثیر سے متعلق امام علیؑ کے بہت سے ارشادات درج ہیں جیسے کہ قرآن کی اہمیت اور اس کا اعلیٰ مقام (خطبہ ۱۰۸، ۱۳۱ اور ۱۵۶)، قرآن کا کمال (خطبہ ۱۸۱ اور حکمت ۳۱۳)، قرآنی علاج (خطبہ ۱۵۰)، قرآنی راہ حل (خطبہ ۱۹۶)، قرآن کی صحیح پیروی کرنے کے فوائد (خط نمبر ۵۳)، قرآن تاریخ کی سب سے بڑی سند (حکمت ۳۱۳)، قرآن کی تفسیر و تاویل کی ضرورت (خطبہ ۱۲۳ اور خط نمبر ۷۷)، قرآن کا فلسفہ (حکمت ۱۰۸)، حاکم اسلامی کے کردار پر قرآن کا اثر (خط نمبر ۲۹)، دین کے کمال میں قرآن کا کردار (خطبہ ۱۸۱)، قرآن کی خصوصیات (خطبہ ۱، ۱۰۸، ۱۳۱، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۶۵، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۸۱) اور یہ کہ سب کچھ قرآن میں ہے (خطبہ ۱۸۱)۔

اور آخر میں مولائے کائنات قرآن کے فضائل کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

وَتَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَتَفَقَّهُوا فِيهِ فَإِنَّهُ رَبِيعُ الْقُلُوبِ وَاسْتَشْفُوا بِشُورِهِ فَإِنَّهُ شِفَاءُ الصُّدُورِ وَأَحْسِنُوا تِلَاقَهُ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ الْقَصَصِ۔ ترجمہ: قرآن مجید کا علم حاصل کرو کہ یہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور و فکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے۔ اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ یہ دلوں کے لئے شفا ہے اور اس کی باقاعدہ تلاوت کرو کہ اس کے واقعات سب واقعات سے زیادہ فائدہ فائدہ رسال ہیں۔<sup>۱</sup>

### منابع و مأخذ:

- ❖ نیج البلاغہ، ترجمہ محمد شمشی، الہادی، قم، ۱۳۸۰ھ ش
- ❖ ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، مقدمہ، تحقیق خلیل شخاہ، دارالنکر، بیروت، ۳۰۸ق
- ❖ احمد امین، نیج الاسلام، دارالکتاب العربي، بیروت
- ❖ بلاذری، انساب الاشراف، تحقیق محمد الفردوس العظم، دارالیقظۃالعربیۃ، دمشق، ۱۹۹۷ھ
- ❖ جعفریان، رسول، سیرہ رسول خدا، سازمان چاپ و انتشارات، تهران، ۱۳۷۳ش

۱۔ سیرہ رسول خدا، ص ۲۱۷، ۲۱۸

۲۔ نیج البلاغہ، خطبہ ۱۰۸

- ❖ حوزیزی، عبد علی بن جعده عروی، تفسیر نور الشعین، تصحیح ہاشم رسولی محلاتی، قم
- ❖ دانش نامه امام علی زیر نظر علی اکبر رشاد، به اهتمام پژوهشگاه فرهنگ و اندیشه اسلامی، مؤسسه فرهنگی دانش و اندیشه معاصر، ۱۳۸۰
- ❖ شهرستانی، محمد بن عبدالکریم، الملک والخل، تحقیق محمد سید کیلانی، ۸۷۱۳
- ❖ شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، تصحیح اعقادات الامامیه، تحقیق حسین درگاهی، قم، المؤتمر العالمی لالفیة الشیخ المفید، ۱۳۱۳
- ❖ طباطبائی، سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، موسسه اسماعیلیان، قم، ۲۷۱۳
- ❖ قرائتی، محسن، سیره پیامبر اکرم بافقی به قرآن کریم، مرکز فرهنگی درسی از قرآن، تهران، ۱۳۸۵
- ❖ مجلسی، محمد باقر، بخار الانوار، تحقیق عبد الزهراء، العوی، دارالرضا، بیروت
- ❖ مطهری، مرتفعی، ختم نبوت، صدراء، قم، ۸۵۱۳
- ❖ مطهری، مرتفعی سیری در سیره نبوی، صدراء، تهران، ۱۳۶۶
- ❖ یادنامه هنرمندانه میرزا رفیع البلاخ، بنیاد فتح البلاخ، تهران، ۱۳۶۰